نذیر احمد سلفی

محلہ لاہوری گیٹ ' چنیوٹ

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید

ایک بڑھتا ہوا طوفان

تاریخ گواہ ہے اور گردش ایام شاہد ہے کہ جس قوم نے اپنے مشن کی تکمیل کے لئے قربانیاں پیش کیں وہ قوم عزت و قار ' رعب و دبدبہ ' ترقی اور عروج سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مشن میں کامیاب و کامران رہی ۔ ماضی میں جتنی تحریکیں کامیاب ہوئیں وہ اسی راہ سے گزر کر ساحل مراد تک پہنچیں ۔

شافع روز محشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اس کا واضح اور بین ثبوت ہے کہ آپ ؐ نے اسلامی تحریک کے احیاء میں جتنی مصیبتیں و تکلیفیں اور پریشانیاں جھیلیں اور جتنے امتحانوں اور ابتلاؤں سے دوچار ہوئے اتنا ہی زیادہ سرفراز ہوئے ۔ آپ ؐ کے عزیز ترین رشتہ دار احد کے میدان میں شہید ہوئے ۔ انہوں نے محبوب وطن کو چھوڑا بھی ' اپنی قیمتی جان کو خطرے میں ڈالا بھی ' تہمتوں ' بہتانوں اور الزام تراشیوں کو سنا بھی ' اپنے دانت مبارک بھی شہید کروائے ' پتھر بھی کھائے ' دشمن کی ریشہ دوانیاں اور حملوں کے غم بھی اٹھائے ۔ جاں نثار ساتھیوں کی جدائیاں بھی برداشت کیں ۔ تب جا کر اسلام تن آور درخت بن کر روئے زمین پر چھا گیا ۔ پھر قیصر و کسریٰ کو نیست و نابود کر کے پرچم اسلام بلند ہوا

یہ وہ پودا نہیں پانی سے جس نے غذا پائی
صحابہ نے دیا خون تو اس میں بہار آئی

گیارہویں صدی ہجری کے اواخر میں حق و باطل کی آویزش نے ایک ایسے معرکہ کی صورت اختیار کر لی تھی کہ کفر و فسق کے شیوع اور تعلیمات اسلامی کے انحطاط نے دنیائے

ہست و بود کو ظلمت کدہ بنادیا تھا۔ فجور اور بدعت کے بادل اس قدر محیط تھے کہ حق و صداقت کی کسی ہلکی سی کرن کے ظہور کی بھی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن سنت الٰہی کے مطابق مختلف مقامات میں مصلحین امت کا ظہور ہوا۔ عرب میں یہ شرف خطہ نجد کو ملا اور شیخ الاسلام امام محمد بن عبد الوھاب ؒ کا انتخاب عمل میں آیا۔ گو یہ تحریک سیاسی نہ تھی، اصلاحی تھی لیکن بتدریج سیاسی ہو گئی۔ کیونکہ اسلام کا نظام ہی ایسا تھا کہ وہاں سیاست سے الگ رہ کر کسی کامیاب اصلاح کی توقع ہی نہ تھی۔ یہ تحریک "وہابی تحریک" کے نام سے عرب میں کافی کامیاب ہے۔ اہل نجد اسی نام سے پکارے جاتے ہیں اور اسے شاید اپنے لئے پسند بھی کرتے ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں برصغیر پاک و ہند کے افق پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ سیاہ بادل، شرک و بدعت کے بادل، جہالت و بربریت کے بادل، وہ مسلمان، جن کے قدموں سے یہاں صدیوں قال اللہ و قال الرسول کے دلاویز نغمے روح کو سرور بخشتے رہے، آج خود اللہ اور رسول سے دور ہو بیٹھے۔ کتاب و سنت کو یکسر فراموش کر بیٹھے تھے۔ وہ مسلمان مدت مدید اور عرصہ بعید تک جن کی عظمت و شوکت کے پرچم یہاں لہراتے رہے۔ آج در در کی ٹھوکریں کھا رہے تھے۔ ان کی سلطنت کا چراغ، چراغ سحر کی طرح ٹمٹما رہا تھا۔ ان کی جمعیت کا شیرازہ منتشر ہو چکا تھا۔ ہر اعتبار سے مسلمان قوم بے انتہا زوال و انحطاط کا شکار ہو چکی تھی۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی حالت پر ایک بار پھر رحم فرمایا اور برصغیر پاک و ہند کے افق پر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی شخصیت نمودار ہوئی جنہوں نے تاریکیوں اور گمراہیوں کے اس ظلمت کدہ میں حق کے چراغ روشن کئے۔ جنہوں نے یہاں کے مسلمانوں کی زندگی عقائد اور اخلاق میں ایک حد تک انقلاب برپا کر دیا لیکن دنیا ابھی کسی دوسرے ہی مرد میدان کی منتظر تھی۔ یہ مرد میدان شاہ اسماعیل شہید ؒ تھے جو شاہ ولی اللہ کے حقیقی پوتے تھے اور ان کے خوابوں کی تعبیر بھی۔ شاہ اسماعیل شہید ؒ نے اپنے محترم دادا کے مشن کی تکمیل کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ اصلاح اعمال و عقائد کے لئے سربازار وہ کام کئے جن کے کرنے کی بڑے بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی۔ آپ سکھوں، مرہٹوں اور انگریزوں کے آلام و

[illegible]

کفن باندھ کر میدان کارزار میں کود گئے۔ حتیٰ کہ اپنے مقدس خون سے بالاکوٹ کی وادیوں کو لالہ زار بناتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔

شاہ اسماعیل شہید اور ان کے جانباز رفقاء کی شہادت کے بعد ' باقی مجاہدین نے دعوت اصلاح و جہاد کا علم سرنگوں نہ ہونے دیا۔ بلکہ اس بے سروسامانی کی کیفیت میں جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے اللہ کے نام سے اسے بلند رکھنے کی کوشش کی اور استقامت و عزیمت کی وہ آگ لگادی جس کے شعلوں نے ۲۵ سال سکھوں اور ایک سو سال تک انگریزوں جیسی زبردست جابر قوم کو مسلسل آتش زیر پا رکھا۔

شاہ اسماعیل شہیدؒ ان کے جانباز رفقاء اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحریک کو زندہ رکھنے والے مجاہدین کی یہ داستان ہماری ملی غیرت اور اسلامی حمیت کی سب سے موثر داستان ہے۔ ان اللہ والوں نے اللہ کی خاطر آلام و مصائب کو برداشت کیا۔

الٰہی مجاہدین کے قافلہ حریت کا ایک بے تیغ سپاہی جو کہا کرتا تھا " راہ خدا میں جان دینا ہمارے نزدیک بڑی سعادت اور ہمارے دین اسلام میں اسے شہادت کہا جاتا ہے۔"

آہ کیسا بے تیغ سپاہی تھا۔ چڑھتی ہوئی آندھی تھا کہ بڑھتا ہوا طوفان تھا۔ ہلاکت نہ تھی موت جس کی نظر میں۔ یہ کیا تڑپ تھی۔ کیا جذبہ تھا۔ کیا ایمان تھا۔

" میرے اللہ تو لکھ لے ! اور لوگو ! تم نے بھی قیامت کے دن گواہی دینی ہے .... کعبہ کے رب کی قسم ! تم سارے پلٹ جاؤ۔ میں لڑوں گا ' اکیلا لڑوں گا اور اس وقت تک لڑوں گا جب تک پاکستان میں مدینے والے کا پرچم نہیں لہرا جاتا۔

۲۳ ر مارچ کی رات بھی کس قدر یاس انگیز تھی کہ پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کا عظیم راہنما قوم کو جرات و بہادری کا سبق دے رہا تھا۔ اور ان کی خودی اور جذبہ جہاد کو صورت فولاد بنا رہے تھے۔ فرما رہے تھے۔

"کعبہ کے رب کی قسم ہے دنیا کی ساری قوتیں اکٹھی ہو جائیں۔ روس اور امریکہ مل جائیں اور پاکستان کے دس کروڑ عوام اگر مرنے کا عزم کرلیں تو ساری کائنات بھی مل کر ان کو مٹا نہیں سکتی۔

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں رہتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

جذبہ ایمانی کو اجاگر کرتے ہوئے فرمانے لگے:

" جب صرف ۳۱۳ تھے تو کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ آج دس کروڑ ہیں۔ ایف ۱۶ بھی ہیں۔ ایف ۱۵ بھی ہیں مگ اور میراج بھی ہیں پھر بھی جہاد نہیں کرتے۔ لیکن جب کونین کے تاجدار نے مومنوں کو لڑایا۔ نہ کسی کے پاس تیر تھا نہ تلوار تھی۔ کسی کے پاس نیزہ تھا تو ڈھال ندارد۔ کمان تھی تو چھوڑنے کے لئے تیر ناپید۔ تیر تھا تو بچاؤ کے لئے زرہ مفقود۔ صرف اور صرف اپنے رب پر ایمان و یقین اور کامل اعتبار تھا اور انہیں کے متعلق علامہ اقبال نے کہا تھا

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑ ......

ابھی " لڑتا ہے سپاہی کے الفاظ مکمل نہ ہوئے تھے ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ حق اور سچ کی دعوت ہمیشہ باطل فرقوں کی آنکھ میں کھٹکتی رہی ہے۔ طاغوتی طاقتیں ہمیشہ کتاب و سنت کے مشن کو مٹانے کی کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ وہ حق کو مٹادیں گے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن !!
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ہمارا دشمن طاقتوں کو چیلنج ہے

بجھا سکو تو بجھا دو مٹا سکو تو مٹا دو
چراغ بجھے گا سحر ہو گی صدا دبے گی حشر ہو گا

ہمیں مٹانے حکمرانوں کی طرح خود مٹ جائیں گے ان کا نام و نشان بھی نہیں ملے گا۔ ہم اگر زندہ رہے تو غازی مر گئے تو شہید ہم مر کر بھی زندہ رہیں گے۔

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

ہم نے اپنے شہداء سے یہی سیکھا ہے دنیا کی بڑی بڑی لائبریریاں ہمارے تابناک ماضی کی

گواہی دے رہی ہیں۔ ہم نے ہر مقام پر باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ اپنی تاریخ کو اپنے خون سے لکھا ہے۔

لہو کے قطروں کے بیج بو کر ہزار گلشن سجانے والو
نچوڑ کر دل و جگر سے خون چراغ محفل چلانے والو
اجل کی وادی میں راہیوں کی بقا کی راہیں دکھانے والو
تمہاری یادیں بسی ہیں دل میں افق کے اس پار جانے والو

اہل حدیث یوتھ فورس کے جوانو!

آؤ عہد کریں کہ ہمیں اپنے شہداء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر باطل سے ٹکرانا ہے اور مسلک اہل حدیث کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دینا اور اپنے خون سے اپنی تاریخ کو اور زیادہ نکھارنا ہے۔ اور شہداء کے مقدس خون کو رائیگاں نہیں جانے دینا

باطل کے مقابل تھا ظہیرؒ حق کا نمائندہ
ممکن نہیں پیدا ہو ظہیرؒ سا کوئی آئندہ
ان لوگوں میں شامل ہے ظہیرؒ جو مر کے بھی زندہ
فردوس میں جا بیٹھا ظہیر فردوس کا باشندہ